www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر و نظر

دیارِ غیر میں ملکی سالمیت اور ملّی عافیت کی تلاش

أَيَبْتَغُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ

جبیں پہ گردِ رہِ عشق لب پہ مہرِ سکوت ۔۔۔ دیارِ غیر میں پھرتا ہوں آشنا کے لیے

صدرِ پاکستان مسٹر بھٹو ۲۸ رجون کو تقریباً گیارہ بجے قبل دوپہر لاہور سے چنڈی گڑھ، پھر وہاں سے "پاک بھارت سربراہی کانفرنس" میں شمولیت کے لیے ۸۰ افراد کی ٹیم کے ہمراہ شملہ پہنچے جہاں موصوف کا استقبال نہ صرف نہایت سرد مہری سے کیا گیا بلکہ فاتحانہ خمار کے ساتھ، کم ظرف ہندو نے اپنی کم ظرفی کی نمائش بھی ضرور سمجھی۔

۲۸ رجون کی شام کو مذاکرات شروع ہوئے اور ۲ رجولائی ۱۹۷۲ء رات کو الوداعی ملاقات میں اچانک اور بالکل ڈرامائی انداز میں "سمجھوتہ" طے پا گیا۔ معاہدے کے اہم نکات اور واقعات یہ ہیں:

- بھارتی اور پاکستانی فوجیں بین الاقوامی سرحدوں تک پیچھے ہٹائی جائیں گی۔
- جموں و کشمیر میں ۱۷ دسمبر ۱۹۷۱ء کی جنگ بندی کے نتیجہ میں جو کنٹرول لائن قائم ہوئی اس کا دونوں حکومتیں احترام کریں گی اور اس سے ان دونوں کی تسلیم شدہ پوزیشن متاثر نہیں ہو گی۔
- دونوں حکومتوں نے یہ اقرار بھی کیا ہے کہ وہ جموں و کشمیر میں جنگ بندی لائن کی خلاف ورزی کے لیے طاقت کے استعمال کی دھمکی سے گریز کریں گی۔
- بین الاقوامی سرحدوں سے فوجوں کی واپسی معاہدے کی توثیق کے بعد ہو گی جو اس معاہدے پر دستخط کے تیس روز کے اندر اندر ضروری ہے۔
- دریں اثنا دونوں ملکوں کے نمائندے آپس میں ملاقات کریں گے تاکہ جنگی قیدیوں اور شہری نظربندوں کی واپسی، دیرپا امن کے قیام، دونوں ملکوں کے درمیان تعلقات کو معمول پر لانے، جموں و کشمیر کے سمجھوتے اور سفارتی تعلقات کی بحالی کی کوشش کریں۔
- دونوں ملکوں کے سربراہ باہمی طے شدہ تاریخ پر ملاقات کریں گے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

* مواصلات ڈاک و تار کی ترسیل اور دونوں ملکوں پر سے طیاروں کی پرواز کو دوبارہ شروع کرنے کے لیے اقدامات کیے جائیں گے۔
* معاشی اور دوسرے شعبوں میں تعاون اور تجارت کو امکانی حد تک بحال کیا جائے گا۔
* دونوں ملکوں کے شہریوں کو ایک دوسرے کے ملک میں آنے جانے کے لیے سفر کی سہولتیں دی جائیں گی۔ (نوائے وقت وغیرہ ۴ جولائی)

بعد میں قومی اسمبلی میں اس سمجھوتہ کی توثیق کی گئی مگر سنجیدہ سیاستدانوں نے اس کو کوئی اہمیت نہیں دی کیونکہ نیشنل اسمبلی میں صدر موصوف کی اپنی پارٹی کی اکثریت ہے جو بیگن کی نہیں صرف صدر بھٹو کی غلام ہے۔ اس میں ایسا عنصر بہت کم ہے جو صدر بھٹو کو مشورہ دینے کا حوصلہ اور اس کی صلاحیت بھی رکھتا ہو۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ صدر بھٹو نے شملہ میں مسز اندرا گاندھی سے سمجھوتہ کیا اور اسلام آباد میں خود ہی قومی اسمبلی میں آکر اس کی توثیق بھی کر دی ہے۔ یقین کیجئے! پاکستان کی قومی اسمبلی کی یہ ذہنی "تلنیچی" بری طرح کھٹکتی ہے کیونکہ جمہوریت کی اوٹ اور اس کے نام پر ڈکٹیٹر شپ نافذ ہے اس لیے قومی اسمبلی کی طرف سے جو بھی فیصلے اور مباحث سامنے آتے ہیں ان کی افادی حیثیت کچھ یونہی سی محسوس ہوتی ہے۔ الا ما شاء اللہ

صدر بھٹو نے برسر اقتدار آنے کے بعد، مختلف اوقات میں پاکستان کے مستقبل کے سلسلہ میں جو تقریریں کی ہیں یا بیان دیے ہیں، ان سے ہم نے شروع سے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ وہ اب اس موڈ میں ہیں کہ جو ہو سو ہو ہمیں بہر حال بھارت سے اپنے جھگڑوں کو ختم کرنا چاہیئے اور جیسے بھی بن پڑے اسے راضی کر لینا چاہیئے اس لیے جو کچھ ہو رہا ہے اسے غیر متوقع نہیں کہا جا سکتا اور نہ ہی اسے کچھ زیادہ باوقار اور سنجیدہ کوشش قرار دیا جا سکتا ہے۔ بس یوں سمجھئے کہ صدر موصوف شہزادے ہیں۔ جان جوکھوں والی بات سے گھبراتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ سستے چھوٹ جائیں لیکن انہیں کیا معلوم کہ ہماری تو اسی کشاکش میں گزری ہے۔ تن آسانی کی سوچ اور فرصت کہاں؟ ؎

اے ذوقِ اذیت مجھے منجدھار میں لے چل
ساحل سے کچھ اندازۂ طوفاں نہیں ہوتا

ہمارے نزدیک یہ سمجھوتہ دراصل رزمگاہِ حیات کے پرخطر لمحات سے ایک گونہ "فرار" ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ صلح جوئی بری ہے بلکہ صلح وہ جو شایانِ شان ہوتی ہے جو برابری کے "تصور" پر مبنی ہو اور فریق ثانی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھوتہ کو بخشش تصور کرنے کے بجائے مدِ مقابل کا وزن محسوس کرتے ہوئے اس کی ضرورت کا خود بھی معترف ہو۔ صدر نے یہ سمجھوتہ کر کے مصلحت کوشی کا تو درس ضرور دیا ہے، سخت کوشی کا نہیں ــــــــ خاصکر وہ مصلحت پرستی جو خوف، ڈر اور احساس کمتری کی غماز ہو ہمارے لیے قوم کی خودکشی کے مترادف ہے۔

اقبال مرحوم نے پیامِ مشرق میں ایک کہانی لکھی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

ایک ہرن نے دوسرے ہرن سے کہا کہ میں صیاد کے تفنن اور تعاقب سے گھبرا گیا ہوں۔ ہر گھڑی اور ہر آن یہ کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کب کوئی شکاری آگھیرے، اس لیے میں تو "حرم" میں جا کر زندگی کی گھڑیاں گزاروں گا، کیونکہ وہاں شکار کرنا حرام ہے۔ اس کے جواب میں دوسرے ہرن نے کہا۔

رفیقش گفت اے یارِ خردمند اگر خواہی حیات اندر خطر زی!

کہ اے دانا! زندگی کا لطف چاہتے ہو تو پھر "خطرات" میں جینے کی کوشش کرو۔

دمادم خویشتن را بر فساں زن ز تیغِ پاک گوہر تیز تر زن!

اپنے آپ کو سنگ فساں (سان) پر مار اور جوہر دار تلوار کی طرح تیز دھار بن کر رہ۔

ایک اور مقام پر علامہ مرحوم لکھتے ہیں کہ:

تو ایں جنگ از کنارِ عرصہ بینی بمیر اندر نبرد و زندہ تر شو!

تو (کارزارِ ہستی کی) یہ جنگ کنارے پر کھڑا دیکھ رہا ہے۔ آ اور میدانِ جنگ میں مر کر زندہ تر ہو جا۔

میارا بزم بر ساحل کہ آنجا ہوائے زندگانی نرم خیز است

بدریا غلط و موجش در آویز! حیاتِ جاوداں اندر ستیز است

اپنی محفل ساحل پر نہ سجا کیونکہ اس جگہ زندگانی کی ہوا نہایت مدہم چلتی ہے بلکہ طوفان خیز دریا میں کود کر اس کی موجوں سے اُلجھ پڑ کیونکہ لازوال زندگی صرف حرب و ضرب میں (پوشیدہ) ہے

علامہ اقبال کہتے ہیں کہ حکم ہے کہ اگر دشمن صلح کے خیال سے بے فکر ہو جائے تو اس پر چڑھائی کرنا حرام ہے۔

کیوں؟ سرِ ایں فرمانِ حق دانی کہ چیست؟ زیستن اندر خطرہا زندگیست

شرع می خواہد کہ چوں آئی بجنگ شعلہ گردی واشگافی کام سنگ

آزماید قوتِ بازوئے تو! مے نہد الوند پیش روئے تو

باز گوید سرمہ ساز الوند را! از کفِ خنجر گداز الوند را!!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی حق تعالیٰ کے اس فرمان کا راز یہ ہے کہ خطرات میں رہنا ہی فروغ زندگی ہے۔ شریعت چاہتی ہے کہ جب آپ آمادہ جنگ ہوں تو شعلہ ہو جائیں اور پتھر کو بھی دو نیم کر دیجیے۔ شریعت آپ کی قوتِ بازو کو آزماتی ہے۔ اس لیے وہ آپ کے سامنے الوند کا پہاڑ رکھ کر کہتی ہے کہ اس پہاڑ کو پیس کر سرمہ بنا دیں اور اپنی تلوار کے حرارت سے الوند کو پگھال کر رکھ دیں۔

آپ حیران ہوں گے کہ بات معاہدہ کی ہے اور ہم نے پُر خطر مجاہدہ کا وعظ شریف شروع کر دیا ہے۔ آخر اس میں کیا تُک ہے؟ بات یہ ہے جیسا کہ ہم اوپر کی سطور میں لکھ چکے ہیں کہ اس معاہدہ اور سمجھوتہ پر برسرِ اقتدار پارٹی بالخصوص اور اس سے متاثر عوام کا ایک عنصر بالعموم جھوم اٹھا ہے اور یوں جیسے۔ ع

جان چھوٹی سو لاکھ پائے

اور خود صدر بھٹو جو ہزار سال لڑنے کے بلند بانگ دعوے کرتے رہے ہیں وہ تھکے ہارے دکھائی دیتے ہیں اور بہر قیمت "حق و باطل" کی اس آویزش سے چھٹکارا حاصل کرنے کے موڈ میں ہیں —— ہمارے نزدیک یہ وہ بیمار ذہنیت ہے جو عموماً قوموں کو غلامی کے لیے سازگار فضا مہیا کرتی ہے۔ قوم کے فکر و عمل کی قوتوں کو زنگ کھا جاتا ہے، تخلیقی صلاحیتوں سے محروم ہو رہتی ہے اور غیرت و حرارت کی ان اقدار سے دامن جھاڑ کر ذلت پر قناعت کرنے لگ جاتی ہے جو اس کے مستقبل کی ضامن ہوتی ہیں۔

ان اربابِ اقتدار نے قوم کو اغراض پرست بنا کر قوم کو بزدل بنا ڈالا ہے اس کی تعمیر، سیرت اور کردار کے استحکام کی قطعاً کوئی فکر نہیں کی اور جو آتا ہے وہ اس میدان میں کھیلوں سے بازی لے جاتا ہے۔ اس پامال ڈگر پر نظرِ ثانی اور تنقیدی نگاہ کی توفیق نہیں پاتا۔ ہم چاہتے ہیں کہ اب یہ صورت بدل جانا چاہیے۔ قوم کو روٹی کپڑے تک اڑنا نہ سکھائیے۔ ان کو ملّی مزاج میں پختہ اور فکر و عمل میں ایمان کے لحاظ سے معیاری انسان بنانے کی کوشش کی جائے۔ ان شاء اللہ اس کے بعد آپ "معاہدوں اور سمجھوتوں" کی بھیک نہیں مانگیں گے۔ بلکہ خود ہی ان کی کھیر بانٹیں گے اور دنیا آپ کے معاہدوں پر فخر کرے گی۔

اس کے علاوہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے رب سے کچھ معاہدے کر رکھے ہیں لیکن ان کے سلسلہ میں غیر محتاط بلکہ طوطا چشمی کی حد تک ہم نے بے وفائی برتی ہے۔ اگر آپ ان کے سلسلہ میں سدا ایسے ہی رہے تو یقین کیجیے کہ دوسرے جو بھی معاہدے کریں گے، ان سے آپ بہ مشکل ہی متمتع ہوں گے۔ کیونکہ مسلم کہلاتے ہیں پر مسلم بنتے نہیں؛ اس لیے آپ کے اندر وہ مثالی کردار اور شخصیت نہیں ابھر رہی جس کی دنیا شرم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھتی ہے اور وزن محسوس کرتی ہے۔

ہمارے بنیادی مسائل، جنگی قیدیوں اور شہری نظر بندوں کی رہائی، مسئلہ کشمیر اور مشرقی پاکستان میں بھارت کی جارحیت کے خلاف احتجاج تھا مگر ان کو جوں کا توں رکھنے کے بعد اگر سمجھوتوں کی "عیدی" منانا تھوڑے سے ہی ظرف کی بات ہے۔ گویا کہ اب آپ نے مغربی پاکستان کی سرحدوں پر خلاصی پانے کے لیے ایک گونہ بے چین بے "تابی" کا مظاہرہ کیا ہے جو کچھ زیادہ خوش آئند بات محسوس نہیں ہوتی۔ ہم سے تو عرب ہی بہتر رہے جو ہزار مجبوریوں کے باوجود برسوں سے قومِ یہود کے ساتھ ایک میز پر بیٹھ کر بات کرنے کو اپنے لیے بے عزتی اور بے غیرتی تصور کرتے آرہے ہیں مگر آہ! ہزار سال تک لڑنے والا جواں سال صدر چند ماہ بھی "خوابِ وصال" کا انتظار نہ کرسکا۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ سمجھوتہ بالکل صفر رہا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ مقام مقامِ عزیمت نہیں رہا۔ آپ کہیں گے کہ مقابلہ کی تاب و تواں نہیں تھی۔ ہم کہتے ہیں کہ یہی آپ کی بھول ہے، مقابلہ کی تاب و تواں کیا، آپ بذاتِ خود بہت بڑی "تاب و تواں" ہیں، مشکل یہ ہے کہ آپ خود تاب و تواں نہیں رہے اور جتنی باقی ہے اس کو مصلحت کوشیوں کے ہاتھوں بیچے جارہے ہیں۔ علاج روگ کا کیجیے۔ لیکن آپ کا یہ ہومیوپیتھی علاج کہ علاج بالمثل چاہیے۔ آپ کو یہاں کام نہیں دے گا۔

اس سمجھوتہ کا تاریک ترین پہلو یہ ہے کہ بھارت کو "کہہ مکرنی" کا ڈھنگ خوب آتا ہے اور وہ اس سلسلہ میں بے شرمی کی حد تک ڈھیٹ ہے۔ مسئلہ کشمیر خود ہی اقوامِ متحدہ میں لے گیا تھا۔ لیکن بعد میں تاویلوں اور کہہ مکرنیوں کا جو ریکارڈ اس نے قائم کیا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔

صدر بھٹو کو چاہیے کہ اب اندرونِ ملک ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی ریت کا کوئی توڑ مہیا کریں تاکہ قوم کو اعداء اللہ کے سامنے "سیسہ پلائی" دیوار ثابت کیا جاسکے۔ اور کردار میں ملی روایات کو دُھرایا جاسکے۔ بہ سنجرا! ہم اب نرے دنیادار، ملک کے بہی خواہی کے مدعیوں سے مایوس ہوچکے ہیں۔ یہ چکر باز لوگ ہیں۔ انہوں نے پوری قوم کو چکروں میں لاکر تباہ کر ڈالا ہے۔ قوم کیلئے اب ان سے رہائی پانے کا کوئی نسخۂ شفا تشخیص کیجیے تاکہ قوم کو وہ رہنما پھر ہاتھ آجائیں جن کی زندگیاں قرآن وسنت کی غماز ہوں اور بھنور میں گھری ہوئی ملک کی نیا کو ساحلِ عافیت سے ہمکنار کرسکیں۔ معاہدے بھی ان کے معاہدے ہوں گے جنگ بھی ان کی جنگ ہوگی۔ باقی جو ہے، سراپا ضیاع ہی ضیاع ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ